آپ کے لئے لکڑی کا منبر بنایا گیا تاکہ اسپر لوگوں کو وعظ سناویں جب آپ منبر پر تشریف لیگئے کھجور کی جڑ جس پر ٹیک لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھا کرتے تھے منبر بنانیکے پہلے اسقدر روئی کہ بچے کی طرح سسکنے لگی آپ منبر سے اتر کر آئے اور اسپر ہاتھ پھیرا، پھر خاموش ہوگئی۔ (بخاری دارمی)

خیبر جبوقت فتح ہوا یہودیوں کے سکھلانے سے ایک یہودیہ نے ایک بکری ذبح کرکے گوشت بھنا ہوا آپ کو ہدیہ دیا آپ نے اس میں سے کچھ لیا اور بعض صحابہ کرام نے کھایا۔ کھانے سے آپ نے ہاتھ اٹھالیا اور فرمایا یہ (بوٹی) مجھکو خبر دے رہی ہے کہ میں زہر آلودہ ہوں (آپ نہ کھائیے) بشیر بن براء صحابی اسی میں انتقال فرماگئے۔ وہ عورت بلائی گئی آپ نے فرمایا یہ تو نے کیوں کیا اس نے کہا اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچیگا اور اگر آپ بادشاہ ہوں گے تو آپ سے ہمکو راحت ملجائیگی (دارمی)

آپ کا بدن خوشبو دار تھا جابرؓ کہتے ہیں جس راستہ یا گلی سے آپ تشریف لیجاتے تھے لوگوں کو پتہ چل جاتا تھا کہ آپ اس راستے سے تشریف لیگئے ہیں (دارمی)

انس کہتے ہیں آپ کا پسینہ مبارک جو بدن سے نکلتا تھا مشک سے زیادہ اسمیں خوشبو ہوتی تھی (دارمی)

یہ پسینہ آپ کا یا بدن جو خوشبو دار تھا بغیر خوشبو لگائے ہوئے یہ کل آپ کی نبوت کے ادلہ ہیں سیدنا محمد صلعم اللہ کے رسول ہیں جو آپ پر ایمان لایا اسکی دنیا آخرت درست ہوئی جس نے آپ کی تابعداری نہ کی آخرت اسکی غارت ہوئی اے اللہ سبحانہ تو اپنی اور اپنے رسول برگزیدہ کی محبت عنایت فرما اور مرتے دم تک اپنی نبی کی پیروی میں رکھ اور مرنے کے بعد آپ کے گروہ میں شامل کردے۔ رب الحقنی بالصالحین۔ آمین۔

تدوین و نسخ قرآن کی مختصر تاریخ

(از مولوی لطیف الدین صاحب لطیف ہردوی منشی کامل متعلم رحمانیہ)

(بسلسلہ ماہ ستمبر) (۲)

حضرت عثمانؓ اور اختلافات قرأت کا ازالہ عرب میں مقامات و قبائل کے اختلاف سے لب و لہجہ میں بھی سخت اختلاف تھا۔ ادائے حروف میں مخارج کے خفت و ثقل کی وجہ سے اختلاف کا ہونا لازمی تھا۔ بہت سے قبیلے علامتِ مضارع کو مکسور پڑھتے تھے۔ کوئی قبیلہ حتیٰ کو عتیٰ اور ثمانیہ کو تمانیہ کہتا تھا کہیں کہیں ابتدائی الف، یا کی آواز دیتا تھا جیسے امیر کو میر۔ ان صوتی اور لہجی اختلاف کو عہد نبوت میں دور کرنے کی کوشش نہ کی گئی اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے کیونکہ لوگوں کو ایک خاص لب و لہجہ کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔ (لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا) (دیکھو تاریخ القرآن)

نبی کریم صلعم کے بعد جب فتوحات میں وسعت ہوئی عجمی لوگ کثرت سے اسلام لائے لیکن یہ لوگ لہجوں کے اختلاف اور قرأت کی ناواقفی کی وجہ سے قرأت میں بہت غلطیاں کرتے تھے ان اختلافات کی وجہ سے لازمی طور پر حضرت عثمان کے دل

میں اختلافات قرأت کے مٹانے کا خیال پیدا ہوگیا چنانچہ آپ نے ۲۳ھ میں حضرت حفصہ کے یہاں سے حضرت ابوبکر کا جمع کیا ہوا قرآن منگایا اور اس کو صحیح قرأت کے موافق لکھوا کر مختلف اسلامی ممالک میں بھیج دیا۔ اس کی مفصل کیفیت بخاری میں حذیفہ بن الیمان کے واقعہ میں دیکھیے حضرت عثمانؓ کے جمع قرآن کے متعلق انس بن مالک فرماتے ہیں۔

حضرت عثمان نے کوئی مزید کام نہیں کیا صرف یہی کیا کہ قرآت کے اختلافات چونکہ بڑھ رہے تھے انہوں نے معتبر صحابہ کے ہاتھوں سے اسی قرآن کو جس کو حضرت ابوبکرؓ نے جمع کیا تھا مستند قرأت کے مطابق جو آنحضور سے ثابت تھی نقل کرایا۔ نقل کے زمانے میں جب کسی آیت یا لفظ میں اختلاف پڑتا تھا تو اس کی جگہ چھوڑ دیتے تھے جب کسی معتبر ذریعہ سے اس کی صحیح قرآت کا ثبوت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا تھا تو اس کو اس جگہ پر لکھ دیتے تھے اس سلسلہ میں تصفیہ کیلئے تین تین دن کی مسافت سے ان صحابہ کو بلایا جاتا تھا جن کی نسبت یہ گمان ہوتا تھا کہ وہ اس کے متعلق کوئی صحیح علم رکھتے ہونگے۔

اختلاف کی ایک مثال

جمع قرآن کے سلسلے میں جو اختلافات پڑتے تھے اگرچہ وہ نہایت ہی خفیف اور معمولی ہوتے تھے لیکن پھر بھی ان کی خوب تنقیح کی جاتی تھی۔ اختلاف کی ایک مثال جو حافظ ابن حجر نے نقل کی ہے اس سے یہ امر بخوبی واضح ہوجاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "کہ لفظ "تابوت" میں اختلاف واقع ہوا۔ زید بن ثابت کہتے تھے کہ "تابوہ" ہے متعدد صحابہ سے اس کے متعلق استفسار کیا گیا آخر حضرت عثمان نے فیصلہ کیا کہ صحیح قرارت "تابوت" ہے کیونکہ قریش تابوت ہی بولتے ہیں آخر کار "تابوت" ہی لکھا گیا"

اس واقعہ سے ایک اور بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عثمان کے زمانے میں قرآن قریش ہی کی زبان و قرأت کے مطابق لکھا گیا تھا۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل کیا گیا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمان کے جمع قرآن میں کیا فرق تھا۔ اسکے متعلق علامہ ابن التین لکھتے ہیں۔

"حضرت ابوبکر نے قرآن کو اس حالت میں جمع کیا تھا جبکہ اسکے ضائع ہوجانیکا اندیشہ تھا قرآت کے اختلافات مٹانے کی آپ نے کوئی کوشش نہ کی تھی آپ نے جو کچھ لوگوں کے پاس مکتوب یا غیر مکتوب قرآن مجید پایا اسکو ترتیب نبوی کے مطابق ایک کتابی صورت میں جمع کردیا لیکن حضرت عثمان نے مصحف صدیقی ہی کو قریش کی صحیح قرأت میں نقل کراکر مختلف ممالک میں بھیج دیا۔

حضرت عثمان کی کوشش جمع قرآن حضرت ابوبکر کی سعی جمع قرآن سے صرف اس وجہ سے ممتاز ہے کہ آپ نے قرآتی اختلافات کو دور کردیا" حضرت عثمان کے اس جمع کردہ قرآن پر تمام امت کا اجماع ہے کسی فرد نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا قاضی ابوبکر نے لکھا ہے کہ۔

"حضرت علیؓ کا قول تھا کہ اگر اس وقت میں خلیفہ ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جسکو عثمانؓ نے کیا کیونکہ اسکے سوا چارہ ہی نہ تھا۔

مخالفین عثمان حضرت عثمانؓ پر ایک یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ آپنے حضرت ابوبکرؓ کا جمع کیا ہوا قرآن مجید جلا ڈالا تھا لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض حضرت عثمان نے ایسا کیا بھی تو آپ کے اس فعل پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جاسکتی کیونکہ آپ نے جو کچھ کیا وہ نہایت ہی بہتر کیا۔ کیونکہ جب باتفاق صحابہ صحیح قرآت نبوی کے مطابق قرآن مجید مرتب و مدون ہوچکا تھا پھر ایک ایسی چیز کا باقی رکھنا جس سے اختلاف پیدا ہوجانے کا اندیشہ تھا کسی عقلمند کا کام نہیں ہوسکتا۔ آپ نے اگر اس قرآن مجید کو جلا دیا تو یہ آپ نے امت محمدیہ

پر ایک بہت بڑا احسان کیا جس سے وہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ یہ واقعہ سرے ہی سے بے بنیاد ہے۔ حضرت ابوبکر کے جمع کردہ قرآن مجید کو ۴۶ھ میں مروان بن حکم نے جب وہ مدینہ کا حاکم مقرر ہو کر آیا عبداللہ بن عمر سے بہ جبر منگوا کر چاک کر ڈالا {دیکھو فتح الباری ج ۹ ص ۱۵ بحوالہ علوم القرآن از علامہ شبلی نعمانی (تہذیب الاخلاق صفر ۲۹ھ)}

حضرت عثمانؓ نے اپنے ترتیب قرآن کی مختلف نقول مصر، کوفہ، بصرہ، مکہ، شام، یمن اور بحرین کے عاملوں کے پاس بھجوا دیں تھیں مدینہ میں جو نسخہ پایا جاتا ہے اس کے آخر میں یہ عبارت بھی مکتوب ہے کہ "یہ حضرت عثمانؓ کے حکم سے لکھا گیا"

وہ قرآن مجید جو آپ نے اپنے پاس نقل کرا کر رکھا تھا اس کا نام امام تھا۔ یہ قرآن ۴۶ھ سے پیشتر محفوظ تھا لیکن افسوس ۴۶ھ میں مروان کے ہاتھ سے یہ کسی سفر میں ضائع ہو گیا۔

ابن ابی حاتم نے نافع بن ابی نعیم متوفی ۱۶۹ھ سے روایت کی ہے کہ مصحف امام ایک خلیفہ کی زیارت کیلئے لایا گیا میں نے اس میں بچشم خود الیہ فسیکفیکھم اللہ پر عثمانی خون کے اثر کا معاینہ کیا۔

ابو عبید قاسم بن سلام متوفی ۲۲۴ھ نے کہا ہے کہ میرے لئے بعض امرا کے خزائن سے مصحف امام نکالا گیا اور میں نے اس میں خون کا اثر دیکھا۔

علامہ شیخ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری تاریخ خمیس میں لکھتے ہیں کہ شب جمعہ اول شہر رمضان ۶۵۴ھ میں اتفاقاً مسجد نبوی میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے مسجد کا تمام سامان مع چھت کے جل گیا لیکن وہ قبہ جسکو ناصر الدین اللہ نے بنایا تھا مصحف عثمانی کی برکت سے بچ گیا۔

مولانا محمد سعید منتظم مدرسہ صولتیہ واقع مکہ معظمہ کے ۱۸ صفر ۱۳۴۵ھ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ مصحف عثمانی مدینہ منورہ میں موجود ہے (حدائق البیان فی معارف القرآن از مولانا محمد عبد الغفور فاروقی صفحہ ۱۱۹)

مکہ میں جو مصحف عثمانی موجود تھا اسکو ۵۷۹ھ میں محمد جبیر اندلسی نے دیکھا تھا اس پر زید بن ثابت کے ہاتھ کی عبارت بھی لکھی ہوئی تھی یہ لمبے چوڑے ورقوں پر لکھا ہوا تھا اور لکڑی کی تختیوں سے مجلد تھا جن میں برنجی کے قبضے لگے ہوئے تھے (حدائق البیان)

بصرہ یا کوفہ کا مصحف عثمانی کسی زمانہ میں قرطبہ پہنچا پھر وہاں سے عبد المومن اپنے دار السلطنت میں لے آیا ۶۴۵ھ میں کسی صورت سے یہ معتضد کے قبضے میں آیا جب ابو الحسن نے تلمسان فتح کیا تو یہ نسخہ اس کے ہاتھ لگا اسکے انتقال کے بعد یہ نسخہ پھر جگہ پہنچا وہاں سے پھر اسکو ایک تاجر نے حاصل کیا اور آخر کار یہ ۷۴۵ھ میں شہر فاس لایا گیا جہاں یہ ایک مدت تک خزانۂ شاہی میں موجود رہا۔ (دیکھو علوم القرآن)

۸۰۰ھ میں جامع بصرہ میں ابن بطوطہ نے نسخہ قرآن مجید دیکھا۔ پھر عہد تیمور میں ابو بکر الشاشی کی طرف سے مرقد شیخ عبداللہ پر رکھا گیا جہاں سے یہ بالشویکوں کے قبضہ میں آیا ۱۹۲۳ء میں یہ نسخہ ماسکو پہنچا جہاں وہ اب تک موجود ہے۔ دمشقی مصحف عثمانی کو ۶۵۷ھ میں ابو القاسم سبتی نے جامع دمشق میں دیکھا۔ اس قرآن مجید کو عبد الملک نے بھی ۷۳۵ھ میں دیکھا تھا

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ یہ مصحف میرے سفر قسطنطنیہ کے زمانہ میں دمشق میں موجود تھا۔ سلطان عبد الحمید کے زمانے میں جامع مسجد میں آگ لگنے کی وجہ سے یہ قرآن مجید بھی جل گیا۔

علامہ مقریزی نے کتاب الخطط میں قاضی فاضل وزیر سلطان صلاح الدین کے مدرسہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ مصحف عثمانی کا